

قطب الاقطاب، سلطان الاصفیاء، حضرت امام ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ
کے فکر انگیز اقوال و ملفوظات اور ایمان افروز وصایا کا خوب صورت مجموعہ بنام

وصایا امام ابو الحسن علیہ السلام الشاذلی

ادیب عصر

تولانا محمد طفیل احمد مصباحی
سابق مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور

مترجم



ترتیب

مکتبہ عربیہ اسلامیہ مبارک پور

قطب الاقطاب، سلطان الاصفیاء، حضرت امام ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ
کے فکر انگیز اقوال و ملفوظات اور ایمان افروز وصایا کا خوب صورت مجموعہ بنام

وصایا امام ابو الحسن الشاذلی

مترجم

ادیب عصر

مولانا محمد طفیل احمد رصباتی
سابق مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور

تزیین

مکتبہ عنبرین سیرا مبارک پور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب:	وصایا امام ابو الحسن شاذلی
مترجم :	ادیب عصر مولانا محمد طفیل احمد مصباحی
	سابق مدیر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور
پروف ریڈنگ :	محمد طفیل احمد مصباحی
اشاعت اول :	2025/۱۴۴۷ھ
صفحات :	۳۲
ترتیب :	محمد زاہد اختر مصباحی
	مکتبہ عزیز یہ مبارک پور اعظم گڑھ
	8604557108

عرض مترجم

تقریباً ایک ماہ قبل تصوف کے اصول و مبادی پر مشتمل ایک مختصر اور جامع رسالہ ”رسالة الأئمة في الوصول لرب العالمين“ فقیر مصباحی کے زیر مطالعہ تھا۔ اسی رسالے کے اخیر میں قطب الاقطاب، سلطان المتصوفین حضرت شیخ ابو الحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ (متوفی: ۶۵۶ھ) کے مختصر اقوال و ملفوظات ”الوصایا لسیدی ابي الحسن الشاذلی“ کے عنوان سے شامل تھے۔ جب ان کا مطالعہ کیا تو طبیعت جھوم اٹھی اور کہنا پڑا کہ پند و نصائح کا یہ مجموعہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ”عجزہ جوامع الکلم“ کا عکس معلوم ہوتا ہے۔ اصلاح افکار و اعمال سے متعلق ان مختصر جملوں میں بڑی وسعت اور گہرائی پائی جاتی ہے۔ یہ وصایا حضرت امام ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمہ کے صوفیانہ افکار و خیالات کا وہ حسین گلدستہ ہے، جس کی خوشبو سے مشام جاں معطر ہو جاتی ہے۔ دوران ترجمہ اندازہ ہوا کہ یہ وصایا قرآن و حدیث کی تعلیمات کا خلاصہ ہیں۔ صوفیائے کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و ارشادات اور ان کے ملفوظات و تعلیمات اپنے اندر بڑی کشش اور جاذبیت رکھتے ہیں جو دلوں کی کایا پلٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بس اسی مقصد کے تحت میں نے ان بیش قیمت وصایا کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ رب العزت اس حقیر سی کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور ان نصیحتوں پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق بخشے اور اس کارِ خیر کا ثواب میرے والد گرامی حضرت مولانا حافظ و قاری محمد زین العابدین (عرف تحسین عالم رضوی مرحوم) کو پہنچائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین !

طفیل احمد مصباحی

۸ / اگست ۲۰۲۵ء، بروز جمعہ

دعائیہ کلمات

مفتی اعظم مالوہ حضرت علامہ مفتی محمد نور الحق نوری دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث دارالعلوم نوری، اندور

ہمارے اسلاف کی ایسی ہزاروں کتابیں ہیں جن کے مخطوطے آج بھی دنیا بھر کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں جن پر نئے سرے سے کام کرنے کی ضرورت ہے، مگر آج تک ان پر صحیح معنوں میں کام نہیں ہو سکا۔ ایک مفکر اور حساس دل رکھنے والا عالم قوم کی یہ بے توجہی دیکھتا ہے تو اس کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ زیر نظر کتاب ”وصایا امام ابوالحسن شاذلی“ قوم مسلم کی اسی بے حسی کو حتی المقدور دور کرنے کی غرض سے بہترین کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ اس کے مترجم جماعت اہل سنت کے نوجوان عالم دین، تحریری دنیا کے منجھے ہوئے ادیب و قلم کار حضرت علامہ مولانا محمد طفیل احمد صاحب قبلہ مصباحی سلمہ الباری ہیں۔ موصوف نے بہت ہی سلیس انداز اور بڑی عرق ریزی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ موصوف کو سلامت باکرامت رکھے۔

محمد نور الحق نوری غفرلہ

امام شاذلی علیہ الرحمہ کی گراں قدر وصیتیں

اور ان کا سلیس اردو ترجمہ

از: محقق اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد شمشاد حسین رضوی دام ظلہ العالی

اگر کوئی چیز دور سے چمک دمک رہی ہے اور اس سے آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہو رہی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لعل بدخشاں ہے یا ہیرا موتی ہے۔ ہاں! ہاں وہ ہیرا بھی ہو سکتی ہے اور لعل بدخشاں بھی۔ مگر جب اس کی خود کی تابانی ہو اور وہ جوہری صفت کا مالک ہو۔ جب خود میں کچھ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ خود میں خوبیاں پیدا ہوتی ہیں اور ضرور ہوتی ہیں مگر اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب زیر میں مدفون تابندہ صفات شخصیات کی وصیتوں پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان عظیم شخصیات کو "ماضی کی یادیں" کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، بلکہ یہ شخصیات پارس کی حیثیات رکھتی ہیں کہ وہ جسے چھو لیتی ہیں اسے درجہ کمال تک پہنچا دیتی ہیں اور جسے دیکھ لیتی ہیں اسے قابل قدر بنا دیتی ہیں۔ ان کی نصیحتوں اور وصیتوں پر عمل کرنا بھی ان کے چھونے اور دیکھنے کی مانند ہوا کرتا ہے، اس لیے ان کی نصیحتوں اور وصیتوں کو شائع کیا جاتا ہے کہ جن شخصیات کی آنکھوں نے انہیں نہیں دیکھا ہے یا جن ہاتھوں نے انہیں نہیں چھوا ہے، وہ ان کی نصیحتوں اور وصیتوں پر عمل کریں اور اپنے آپ کو کسی قدر کے لائق بنالیں۔ میرا ماننا ہے کہ ان سے اپنے رشتوں کو منقطع کر کے کوئی بھی "حیات معتدبہ" کیسے بنا سکتا ہے؟ قطب الاقطاب حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم شخصیات سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے ایک دو کو نہیں بلکہ ہزاروں کو لائق اور

قابلِ قدر بنایا ہے۔ جاتے جاتے انہوں نے اپنا خیال نہیں رکھا ہے بلکہ ہم جیسے نگہ گاروں کا خیال رکھا ہے۔ یہ صرف زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے عربی زبان میں دو سو سے زائد نصیحتیں تحریر کر دی ہیں۔ جو عربی زبان کو جانتا ہے یا جو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے، وہ استفادہ کر سکتا ہے اور جو عربی زبان جانتا ہی نہیں وہ کیسے استفادہ کر سکتا ہے؟ بڑا کرم اور بڑی نوازش ہے مولانا طفیل احمد مصباحی کی کہ انہوں نے حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحتوں کو اردو زبان میں ترجمہ کر کے شائع کر رہے ہیں۔ ترجمے کا کمال یہ ہوتا ہے کہ اصل زبان و عبارت میں جو معنویت پائی جاتی ہے، وہ معنویت ترجمہ اور اس کے اسلوب میں بھی در آئے۔ ایسا ترجمہ کسی کام کا نہیں جس میں معنویت دور دور تک نہ پائی جائے۔

ماشاء اللہ مولانا طفیل احمد احمد مصباحی نے جو ترجمہ کیا ہے، اس میں معنویت پائی جاتی ہے اور اندازِ بیاں بھی بہت خوب ہے۔ ترجمہ کے الفاظ نہایت ہی دلکش اور سلیس استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ ایک اچھی پیش رفت ہے اور وقت کی اہم ضرورت بھی ہے۔ موصوف کا یہ ایک قابلِ تحسین کارنامہ ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اس ترجمہ کو قبولیت عامہ کا درجہ نصیب ہو اور اس ترجمہ سے زیادہ سے زیادہ لوگ استفادہ کر سکیں۔ آمین بجاہ السید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم!

محمد شمشاد حسین رضوی بھاگل پوری ثم بدایونی

محله چودھری سرائے، بدایوں

وصية سيدي أبي الحسن الشاذلي

قدس الله سرّه

مرتبة على حروف الهجاء عن مخطوط مكتبة الأزهر

تحقيق وتخريج وتعليق
الشيخ أحمد فريد المزيدي

الناشر
دار الحقيقة

حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمہ

امام المتوکلین، سید المحققین، قطب وقت، پیشوائے طریقت و معرفت، بانی سلسلہ شاذلیہ حضرت شیخ ابو الحسن سید علی الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار امت مسلمہ کے اکابر اولیائے کرام اور نامور مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ آپ کا سلسلہ بنفیز مشرق و مغرب میں یکساں عام ہے۔ بڑے بڑے اولیا و صالحین آپ کے سلسلہ میں داخل ہو کر واصل باللہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے جو عزت و عظمت اور بلند مقام و مرتبہ امام شاذلی علیہ الرحمہ اللہ علیہ کو عطا فرمایا ہے، وہ کم ہی لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔ "درود تاج شریف" اور معروف دعا "حزب البحر" آپ ہی سے منقول ہیں۔ حضرت امام شاذلی علیہ الرحمہ کا اسم گرامی علی، کنیت ابو الحسن اور لقب امام الاولیاء و قطب زماں ہے۔ آپ سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے بانی ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا اسم گرامی سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھا، جن کا شمار اپنے وقت کے جید علما و مشائخ میں ہوتا تھا۔ آپ کا تعلق حسنی سادات سے ہے، آپ کا شجرہ نسب گیارہ واسطوں سے سیدنا حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا شجرہ نسب یہ ہے: شیخ سید ابو الحسن علی شاذلی بن سید عبد اللہ بن سید عبد الجبار بن سید یوسف بن سید یوشع بن سید برد بن سید بطل بن سید احمد بن سید محمد بن سید عیسیٰ بن سید محمد بن سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

امام شاذلی علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت :

حضرت امام شاذلی علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۵۹۳ھ میں مراکش کے

مغرب میں واقع قصبہ غمارہ میں ہوئی۔ آپ کے بچپن میں آپ کے والدین نے غمارہ سے تیونس کے قصبہ شاذلہ میں رہائش اختیار کر لی اور اسی نسبت سے آپ شاذلی کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے بچپن میں ہی قرآن کریم حفظ کر لیا اور ابتدائی تعلیم و تربیت قصبہ غمارہ میں حاصل کی۔ شاذلہ میں رہائش پذیر ہونے کے بعد علوم ظاہری کے حصول کے لیے آپ نے قصبہ فاس کی طرف سفر کیا۔ فاس میں آپ نے شیخ نجم الدین اصفہانی سے عربی ادب اور صوفی کبیر شیخ عبد اللہ بن ابوالحسن سے علم الاخلاق اور تزکیہ نفس کے جوہر سمیٹے اور مزید اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے مدینۃ العلوم عراق تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں عراق علوم اسلامیہ کا مرکز مانا جاتا تھا۔ امام شاذلی علیہ الرحمہ نے مختلف علما و شیوخ کی صحبت میں رہتے ہوئے علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ شیخ ابن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو نوجوانی میں ہی تمام علوم و فنون پر ایسا ملکہ حاصل تھا کہ آپ کسی بھی ماہر فن سے مناظرہ جیت سکتے تھے۔

بیعت و خلافت :

امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہر میں یدِ طولیٰ حاصل کرنے کے بعد راہ سلوک کا رخت سنبھاندھا اور بالآخر ایک عرصہ عبادت و ریاضت اور مختلف اسفار کے بعد سیدنا عبد السلام بن مشیش رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔ شیخ عبد السلام بن مشیش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر خصوصی نظر کرم فرمائی اور آپ نے اپنے مرشد کے زیر نگرانی عبادت و ریاضت اور مجاہدات کر کے سلوک کی اعلیٰ منازل طے کیں۔ امام شاذلی علیہ الرحمہ کے شیخ آپ سے خصوصی شفقت و محبت فرماتے تھے اور آپ کے جذبہ سلوک اور شوق معرفت کو خوب سراہتے تھے۔ کچھ عرصہ شیخ کی

خدمت میں رہنے کے بعد شیخ نے آپ کو خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔
 امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد شریف کا سفر کیا کہ وہاں
 کے مشائخ سے علوم باطنی میں فیض حاصل کر سکوں۔ اس سلسلہ میں میں نے بہت
 سے اولیاء و مشائخ کی صحبت اختیار کی مگر شیخ ابوالفتح واسطی رحمۃ اللہ علیہ جیسا مرد کامل میں
 نے سرزمین عراق میں نہیں پایا۔ ایک مرتبہ میں شیخ ابوالفتح واسطیؒ کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ
 قطب زمان کی بات چل نکلی، میں نے دل میں ہی سوچا کہ عراق میں اتنے اولیاء کرام
 ہیں قطب وقت بھی ان ہی ہستیوں میں سے کوئی ہوگا۔ شیخ ابوالفتح واسطیؒ علیہ الرحمہ
 میرے ارادے سے مطلع ہو گئے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے ابو الحسن! آپ
 عراق میں قطب وقت کو تلاش کر رہے ہیں؟ حالانکہ وہ تو آپ کے علاقے میں تشریف
 فرما ہیں اور ان کا اسم گرامی شیخ عبد السلام بن مشیش رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے آبائی علاقے کی طرف روانہ
 ہوا اور شیخ عبد السلام بن مشیش رحمۃ اللہ علیہ کو غمارہ کے پہاڑوں میں پایا۔ شیخ کی
 خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے میں نے غسل کیا اور اپنے علم و عمل کو دل سے نکال
 دیا، کیوں کہ بھرے ہوئے برتن میں کچھ نہیں سماتا اور فقیر کا حلیہ اپنا کر حاضر خدمت
 ہوا۔ جیسے ہی میں شیخ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: مرحبا یا ابو الحسن!
 اور ساتھ ہی میرا شجرہ نسب خاتم النبیین حضور نبی کریم ﷺ تک بیان فرمادیا۔ امام
 شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شیخ کے کشف سے ورطہ حیرت میں گم ہوا ہی تھا
 کہ آپ نے فرمایا: اے سید علی! آپ علم و عمل اور شاہانہ لباس سے آزاد ہو کر فقیرانہ حلیے
 میں حاضر ہوئے ہو، ہمیں آپ کی یہ عاجزی بہت پسند آئی ہے، ہم بفضلِ تعالیٰ آپ کو
 دنیا و آخرت میں غنی کر دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں کچھ دن شیخ کی خدمت میں

رہا، یہاں تک کہ آپ کے فیض صحبت سے میرا قلب و روح روشن اور شادماں ہو گئے۔

امام شاذلی کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت :

امام شاذلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اپنے کپڑوں کو میل سے پاک رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہر دم کامیاب رہو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے کپڑے کیسے صاف رکھوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ خلعتیں عطا فرمائی ہیں: اول: خلعتِ محبت، دوم: خلعتِ معرفت، سوم: خلعتِ توحید، چہارم: خلعتِ ایمان اور پنجم: خلعتِ اسلام۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے! ان خلعتوں پر کاربند رہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا خاص فضل و کرم فرمائے گا۔ روایات میں ہے کہ امام شاذلی علیہ الرحمہ نے ان پانچ خلعتوں کو ہمیشہ پاک و صاف رکھا اور ان کو کبھی گرد آلود نہیں ہونے دیا۔

امام شاذلی علیہ الرحمہ اور درود تاج :

روایات میں ہے کہ جب امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کا مرتب کردہ درود تاج حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا، جسے حضور نبی کریم ﷺ نے بہت پسند فرمایا اور یہ درود تاج اب آپ کے نام کے ساتھ بھی منسوب کیا جاتا ہے۔

امام شاذلی علیہ الرحمہ اور اسمِ اعظم :

حضرت شیخ ابوالحسن المعروف امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے شیخ عبدالاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، دیکھا کہ شیخ کی گود میں

ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں شیخ سے اسم اعظم کا سوال کروں۔ ابھی میں نے یہ سوچا ہی تھا کہ وہ بچہ کھڑا ہوا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے ابو الحسن! جس اسم اعظم کا سوال آپ اپنے شیخ سے کرنا چاہتے ہیں، وہ اسم اعظم تو آپ خود ہیں یعنی آپ جو سوال بھی کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کے کسی سوال کو رد نہیں فرمائے گا۔ آپ بچے کی بات سن کر بہت حیران ہوئے، آپ کے شیخ مسکرائے اور فرمایا کہ اس بچے نے ہماری طرف سے جواب دیا ہے اور جو بھی کہا ہے وہ بالکل حق اور سچ کہا ہے۔

امام شاذلی علیہ الرحمہ اور دعائے حزب البحر:

روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ قصد حج کے لیے بحری سفر کر رہے تھے کہ آپ کی ذات پر سمندر میں سفر کی حفاظت کی دعا منکشف ہوئی اور یہ دعا دعائے حزب البحر کے نام سے معروف ہوئی۔ یہ دعا صوفیائے کرام میں بہت مقبول ہے اور تمام سلاسل کے بزرگوں نے اس کو اپنایا ہے اور بہت سے اولیائے کرام نے اس دعا کی فضیلت سے مقام ولایت کی منازل طے کی ہیں۔ دعائے حزب البحر کے بارے میں معروف ہے کہ جو کوئی اس دعا کو طلوع آفتاب کے وقت پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمائے گا، اس کی تکلیف کو دور کرے گا اور لوگوں میں اس کی قدر و منزلت کو بلند کرے گا اور اس کی تنگدستی کو کشادگی سے بدل دے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دعائے حزب البحر کے بہت بڑے عامل تھے۔ آپ نے فارسی میں اس کی شرح بھی لکھی ہے۔

سلسلہ شاذلیہ :

روایات میں ہے کہ امام شاذلی علیہ الرحمہ کے شیخ طریقت شیخ عبد الاسلام مشیش رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا تھا اور شیخ ابو

مدین مغربی کی ملاقات سفر حجاز میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے شیخ ابو مدین مغربی علیہ الرحمہ کو خرقہ خلافت بھی عطا فرمایا تھا اور اپنے خاص فیضان سے بھی نوازا تھا۔ اس لحاظ سے سلسلہ شاذلیہ، سلسلہ قادریہ کی ہی ایک ذیلی شاخ ہے اور اس سے جڑا ہوا ہے اور امام شاذلی سے منسوب سلسلہ شاذلیہ کا فیضان شرق و غرب میں یکساں عام ہے۔

وصال مبارک :

امام شاذلی علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ آپ ہر سال حج کرتے تھے۔ روایات میں ہے کہ ۶۵۶ھ میں آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اور مصر سے حج کے لیے روانہ ہوئے اور صحرائے عیداب کے مقام پر پہنچ کر اپنے اصحاب کو جمع فرمایا اور انہیں تقویٰ، ایثار، بھائی چارہ، دین داری و پرہیزگاری اور دعائے حزب البحر کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی اولادوں کو دعائے حزب البحر لازمی حفظ کروانا کہ یہی 'اسم اعظم' ہے۔ پھر اپنے خلیفہ خاص شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر خصوصی فیوض و برکات سے نوازا اور اپنے بعد شیخ ابو العباس مرسی کو اپنا خلیفہ و نائب مقرر فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے پانی منگوایا تو پتہ چلا کہ قریبی کنوے کا پانی کھارا ہے، آپ نے فرمایا کہ پانی لایا جائے، پانی آیا تو آپ نے کلی مبارک فرمائی اور اپنا دھوون برتن میں ڈال کر فرمایا کہ اس کو واپس کنویں میں ڈال دیں۔ روایات میں ہے کہ امام شاذلی علیہ الرحمہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کنویں کے کھارے پانی کو میٹھے پانی میں تبدیل کر دیا۔ امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حج کے ارادے سے نکلے تھے اس لیے حالت احرام میں تھے، آپ نے دو رکعت نماز نفل کی نیت فرمائی اور آخری سجدے میں واصل باللہ ہوئے۔ معروف روایت کے مطابق امام شاذلی علیہ الرحمہ نے ذی قعدہ ۶۵۶ھ ہجری

میں تقریباً ۶۳ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار شریف وادی حمیشرا، مصر میں مرجع خلافت ہے۔

امام شاذلی علیہ الرحمہ اکابرین امت کی نظر میں :

امام شاذلی علیہ الرحمہ کا روحانی مقام بہت بلند ہے۔ وقت کے اکابر علما و مشائخ اور صالحین امت نے آپ کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ تحریر فرمایا ہے، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

شیخ مکین الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے حضرات لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تے ہیں، جب کہ شیخ ابوالحسن المعروف امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔ شیخ تقی الدین بن دقیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا عارف نہیں دیکھا۔ شیخ عبد اللہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوالحسن شاذلی تو میرا بیٹا ہے۔

نوٹ : حضرت امام ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ سے متعلق یہ تعارفی تحریر انٹرنیٹ سے حاصل کی گئی ہے۔ آپ کی حیات و خدمات کی تفصیل جاننے کے لیے "شیخ ابوالحسن شاذلی: حیات و خدمات" نامی کتاب کا مطالعہ کریں۔ اکابر علما و مشائخ نے آپ کے تذکار جمیل سے اپنے فکر و قلم کو سعادت بخشی ہے۔ علامہ عبد الرحمن جامی کی "نفحات الانس" میں بھی آپ کا ذکر خیر موجود ہے۔ امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے اپنی مشہور تصنیف "حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة" میں شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف ان الفاظ میں پیش کیا ہے، جن سے آپ کی علمی و روحانی جلالت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ از: طفیل احمد مصباحی۔

الشيخ أبو الحسن الشاذلي شيخ الطائفة الشاذلية . هو الشريف تقي الدين علي بن عبد الله بن عبد الجبار . قال الشيخ تقي الدين بن دقيق العيد : ما رأيت أعرف بالله من الشاذلي . وقال الشيخ تاج الدين بن عطاء الله : منشأه بالغرب الأقصى و مبدأ ظهوره بشاذلة ، وله السياحات الكثيرة ، والمنازلات الجليلة ، و العلوم الكثيرة ، لم يدخل في طريق الله حتى كان يعدّ للمناظرة في العلوم الظاهرة و علوم جمّة ، جاء في هذا الطريق بالعجب العجائب ، و شرح من علم الحقيقة الأطناب و وسع للسالكين الركاب . و كان الشيخ عز الدين من عبد السلام يحضر مجلسه و يسمع كلامه . قال الشيخ تاج الدين : أخبرني والذي قال : دخلت على الشيخ أبي الحسن الشاذلي ، فسمعتة يقول : والله لقد يسألونني عن المسألة لا يكون لها عندي جواب ، فأرى الجواب مسطراً في الدواة و الحصير و الحائط . مات في ذي القعدة سنة ست و خمسين و ست مائة بصحراء عيذاب متوجهاً إلى مكة . (حسن المحاضرة في تاريخ مصر و القاهرة ، ١/ ٢٠٥ ، مطبوعه : دار احياء الكتب العربية ، بيروت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء و

المرسلین و علی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین۔

(۱) کسی کام سے ہمت نہ ہارو اور تھک ہار کر نہ بیٹھو کہ یہ دین کے لیے عیب اور رسوائی کا سبب ہے اور یہ بُرا ساقی ہے۔

(۲) عجز اور کمزوری کا مظاہرہ نہ کرو اور نہ ہمت ہارو، کیوں کہ یہ پاگل پن ہے اور اس کا انجام ندامت اور افسوس کے سوا کچھ نہیں۔

(۳) زیادہ کھانے سے پرہیز کرو کہ زیادہ کھانے سے بیماری میں اضافہ ہوتا ہے اور عقل میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

(۴) نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے سے بچو کہ یہ چیز تمہیں مصیبت اور آزمائش میں ڈال دے گی۔

(۵) کسی کے ساتھ بھلائی کر کے احسان نہ جتاؤ کہ اس سے تمہاری نیکی ضائع ہو جائے گی۔

(۶) گناہوں سے بچتے رہنا، انجام پر نظر رکھنا اور شرعی معاملے میں احتیاط کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہنا ہی عقل مندی ہے۔

(۶) حقیقت میں لوگ (انسان) وہی ہیں جو عالم ہیں یا متعلم ہیں یا عالم کے باتیں سننے والے ہیں۔ ان کے علاوہ جو کچھ ہے، وحشت و جہالت ہے۔

(۷) حقیقی عالم وہ ہے جس کا علم اسے تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف لے

جائے اور اسے فانی دنیا سے بے نیاز کر کے ہمیشہ باقی رہنے والی دنیا (آخرت) کی طرف مائل کرے۔

- (۸) فضل و کمال رکھنے والے کی فضیلت اور قدر و قیمت وہی پہچانتے ہیں جو خود صاحبِ فضیلت ہوتے ہیں (یعنی جوہر کی قدر و قیمت جوہری ہی پہچانتے ہیں)
- (۹) موافقت اور ہم آہنگی سے صحبت (دوستی) پائدار اور باقی رہتی ہے۔
- (۱۰) انسان، احسان سے دور بھاگتا ہے اور اس کو دشوار سمجھتا ہے یعنی انسان بھلائی کرنے سے کتراتا ہے اور جی چراتا ہے۔
- (۱۱) تواضع اور عاجزی سے انسان کی عظمت و رفعت کا پتہ چلتا ہے۔
- (۱۲) سعادت، توفیقِ الہی سے ملتی ہے۔
- (۱۳) صدق اور سچائی میں نجات ہے۔
- (۱۵) نرمی سے مقصد میں کامیابی ملتی ہے۔
- (۱۶) اخلاص سے اعمال بلند ہوتے ہیں یعنی اخلاص کی بدولت اعمال کا درجہ بلند ہوتا ہے اور نیک اعمال قبولیت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔
- (۱۷) سستی، کوتاہی اور کاہلی سے اچھے کام فوت ہو جاتے ہیں۔
- (۱۸) لذت و آسائش کی مقدار سے ہی زندگی مکدر اور ناخوشگوار ہوتی ہے۔ (یعنی انسان جس قدر لذات و شہوات اور نفسانی خواہشات میں ملوث ہوتا ہے، اسی قدر اس کی زندگی کا تقدس اور پاکیزگی ملیا میٹ ہوتی ہے)
- (۱۹) قریب ہے کہ دل کے پوشیدہ راز غیب کے اسرار پر مطلع ہو جائیں۔
- (۲۰) تحکم کے غصے کو پی جانا غضبِ الہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔
- (۲۱) فنا ہونے والی چیزوں کو جمع کرنا جہالت اور بے وقوفی ہے۔

(۲۲) لوگوں کے عیوب اور خامیاں ڈھونڈتے رہنا گناہِ عظیم ہے۔
(۲۳) لوگوں کی خامیوں کو نظر انداز کر دینا گویا آپسی محبت و تعلق کو ہمیشہ برقرار رکھنا ہے۔

(۲۴) علم کا ثمرہ (فائدہ) اللہ رب العزت کی معرفت حاصل کرنا ہے۔
(۲۵) ایمان کا نتیجہ و ثمرہ دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔
(۲۶) وعظ و نصیحت کا فائدہ یہ ہے کہ انسان متنبہ اور اپنی غلطیوں سے آگاہ ہو جائے۔

(۲۷) عقل کا ثمرہ استقامت (دین و ہدایت پر ثابت قدمی) ہے۔
(۲۸) حزم و احتیاط کا ثمرہ سلامتی ہے۔
(۲۹) دشمنی، ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہلاکت و بربادی ہے۔
(۳۰) عجز اور ہمت ہارنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کوشش اور طلب میں لگا رہے (تاکہ مطلوبہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ سکے)
(۳۱) زُہد (دنیا سے بے رغبتی) کا نتیجہ آرام اور راحت کا حصول ہے۔
(۳۲) دنیاوی زندگی کا انجام بیماری اور بڑھاپا (زندگی کا خاتمہ) ہے۔
(۳۳) مجاہدہ (جہاد بالنفس) کا ثمرہ نفس کو مغلوب کرنا ہے۔
(۳۴) حسن افعال (اچھے کام) کا ثمرہ حسن جزا (بہتر اجر و صلہ) کی صورت میں ملتا ہے۔

(۳۵) سخاوت و فیاضی احسان مندی کو لازم کرتی ہے۔
(۳۶) نیکیاں، برائیوں (گناہِ صغیرہ) کو مٹا دیتی ہیں (جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ان الحسنات یذہبن السیئات۔ نیکیاں، برائیوں

کو ختم کر دیتی ہیں)

(۳۷) حکمت و دانائی اس بات میں پوشیدہ ہے کہ انسان دار الفنا (دنیا) سے دامن کو بچاتے ہوئے دار البقا (آخرت) کی طرف پوری طرح متوجہ رہے۔

(۳۸) عقل مندی اسی میں ہے کہ انجام پر نظر رکھی جائے اور تقدیر الہی پر راضی رہا جائے۔

(۳۹) یہ ممکن ہی نہیں کہ انسان پر شہوت غالب ہو اور وہ عقل و دانائی سے فائدہ اٹھائے۔

(۴۰) جس دل میں دنیا کی محبت ہو، وہاں تقویٰ اپنی جگہ نہیں بنا سکتا۔
اوامر کو بجالا کر منہیات سے باز رہنے کا نام تقویٰ ہے اور تقویٰ کا حصول اسی وقت ممکن ہے جب کہ دنیا کو خیر آباد کہہ دیا جائے۔ دنیا کی محبت اور تقویٰ ایک دوسرے کی ضد ہے، دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے)

(۴۱) سب سے بہتر علم وہ ہے جو تمہاری اصلاح کرے۔

(۴۲) سب سے بہتر عمل وہ ہے جس میں اخلاص شامل ہو۔

(۴۳) تمہارا سب سے بہتر بھائی وہ ہے جو تم سے محبت کرے اور تمہاری

ضرورت پوری کرے۔

(۴۴) بہترین دوست وہ ہے جو صاحبِ علم اور صاحبِ حلم (بُردبار) ہو۔

(۴۵) مشورہ اس سے لو جو عقل مند، صاحبِ الرائے، محتاط اور تجربہ کار ہو۔

(۴۶) بہترین کوشش (نیکی) وہ ہے جس میں توفیقِ الہی شامل ہو۔

(۴۷) بہترین انسان وہ ہے جو اپنے دل سے حرص اور لالچ کو نکال دے

اور اللہ رب العزت کی طاعت و عبادت میں اپنے نفس کی مخالفت کرے۔

- (۴۸) کسی سے انتقام اور بدلہ نہ لو کہ انتقام پر قدرت رکھنے والوں کے لیے یہ بڑی بات ہے۔ اپنے آپ کو بدلے لینے سے روک لینا بڑی فضیلت کی بات ہے۔
- (۴۹) غصے کا علاج خاموشی سے کرو یعنی غصے کے وقت خاموش رہو۔
- (۵۰) شہرت طلبی کا علاج عقل سے کرو۔
- (۵۱) دین کی عزت کی خاطر اپنی ذلت برداشت کرو یا اپنے نفس کو ذلیل سمجھو اور دین کو عزت بخشو۔
- (۵۲) لالچ انسان کو ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے۔
- (۵۳) ایمان کی اصل صدق (سچائی) ہے۔
- (۵۴) اسلام کی اصل امانت داری کا فروغ ہے۔
- (۵۵) نفاق کی اصل خیانت ہے۔
- (۵۶) دوستی اور ہمنشینی کی زینت برداشت کرنا ہے۔
- (۵۷) دنیا سے بے رغبتی میں نجات ہے اور دنیا سے محبت و رغبت میں اذیت اور تکلیف ہے۔
- (۵۸) دنیاوی ساز و سامان اور زینت و زیبائش کی چیزیں کمزور عقلوں کو بگاڑ دیتی ہیں۔
- (۵۹) باطن کی زینت ظاہر کی زینت سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہے یعنی اصل خوبصورتی باطن کی خوبصورتی ہے۔
- (۶۰) ایمان کی زینت باطن (قلب) کی پاکیزگی ہے اور اصل حسن باطن کا ہے، ظاہر کا نہیں۔
- (۶۱) شہوت کی زیادتی مردانگی کو عیب دار بناتی ہے۔

(۶۲) انسان کو چاہیے کہ وہ جتنی رغبت فانی چیزوں سے رکھتا ہے، اتنی رغبت باقی رہنے والی چیزوں سے بھی رکھے۔

(۶۳) عقل کے فساد اور بگاڑ کا سبب نفسانی خواہشات کی پیروی ہے۔

(۶۴) دنیا کی محبت بدبختی کا سبب اور شقاوت کی علامت ہے۔

(۶۵) کسی کے خلاف دل میں پوشیدہ عداوت اور جذبہ انتقام رکھنا

فتنہ و فساد کا سبب ہے۔

(۶۶) آپسی اختلاف، تفریق اور جدائی کا سبب ہے۔

(۶۷) خاموشی سلامتی کا سبب ہے کہ خاموش رہنے والا آدمی ہر قسم کی

اذیت و آفت سے محفوظ رہتا ہے۔

(۶۸) تمہارا سب سے بُرا بھائی (دوست) وہ ہے جو خوش حالی کے وقت

تمہارے ساتھ رہے اور مصیبت و تنگ دستی کے وقت تم سے دور ہو جائے۔

(۶۹) غرور اور تکبر کرنے والے سب سے بدترین مخلوق ہیں۔

(۷۰) جھوٹ بدترین خصلت ہے۔

(۷۱) بدترین داد و دہش (سخاوت و فیاضی) وہ ہے جس کے بعد احسان

جتایا جائے۔

(۷۲) سب سے بُرا شخص وہ ہے جس سے خیر اور بھلائی کی امید نہ ہو اور

اس کے شر و فساد سے لوگ محفوظ نہ ہوں۔

(۷۳) تمہارا بدترین بھائی وہ ہے جو تمہیں دھوکہ اور فریب دے۔

(۷۴) بدتر ساتھی وہ ہے جو فوراً بدل جائے اور معمولی بات پر

دوست سے دشمن بن جائے۔

(۷۵) سب سے بُری بات یہ ہے کہ انسان تقدیر اور موجودہ رزق پر راضی نہ ہو۔

(۷۶) باطنی امور کا صحیح اور درست ہونا، ظاہری امور کے درست ہونے کی دلیل ہے۔ حسنِ عمل باطن کا معتبر ہے، نہ کہ ظاہر کا۔

(۷۷) اپنی عزت کی حفاظت کرو اور اسے عیب دار نہ بناؤ۔

(۷۸) جو تم سے رشتہ اور تعلق جوڑنا چاہے، تم اس سے تعلق بحال کرو اور جو تم سے رشتہ ختم کرنا چاہے، تم اس سے رشتہ ختم نہ کرو۔

(۷۹) ثبوت اور دلیل کا گمراہ ہونا، دلیل پیش کرنے والی کی ہلاکت و بربادی کی دلیل ہے۔

(۸۰) جس نے اللہ رب العزت کی ہدایت کے علاوہ کوئی اور طریقہ ہدایت ڈھونڈا، وہ گمراہ ہو گیا۔

(۸۱) جس نے اللہ عز و جل کے علاوہ کسی اور کی طرف جانے کا قصد کیا، وہ ضائع اور برباد ہو گیا۔

(۸۲) جزع و فزع یعنی گریہ و زاری کا مقابلہ (یا اس کی مخالفت) صبر سے کرو اور تکبر کا مقابلہ تواضع سے کرو اور نفسانی خواہشات کا مقابلہ عقل سے کرو۔

(۸۳) خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے قلب کی طرف نظر کی (اور فسادِ قلب کا مرض اپنے اندر پاتے ہوئے گناہوں سے دور ہو گیا۔

(۸۴) وہ شخص قابلِ مبارک باد ہے جس نے اپنے نفس پر غلبہ پالیا اور نفس اس پر غالب نہ آسکا۔

(۸۵) مبارک باد کے لائق ہے وہ شخص جس نے نفسانی خواہشات کو قابو

میں رکھا اور انہیں اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا۔

(۸۶) خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنی خواہشوں کو ترک کر کے قلبی مشقت اٹھائی اور اپنے آرزوؤں کو ناکام بنایا۔

(۸۷) انسان کا وہم و گمان اس کی عقل کی میزان (ترازو) ہے۔

(۸۸) عقل مند کا وہم و گمان جاہل کے یقین سے بہتر ہے۔

(۸۹) حق پر ظلم کرنا گویا باطل کی نصرت و حمایت کرنا ہے۔

(۹۰) نیک اور شریف انسان کی کامیابی موجبِ نجات ہے اور کمینہ شخص

کی کامیابی باعثِ ہلاکت ہے۔

(۹۱) کسی شخص کا دنیا میں ظلم کرنا، آخرت میں اس کے لیے بد بختی کا عنوان

ہے یعنی ظلم کرنے والا دنیا و آخرت دونوں میں شقی اور بد بخت ہے۔ دنیاوی ظلم اس بات کی علامت ہے کہ آخرت میں ظالم کے لیے سوائے بد بختی و حرماں نصیبی کے اور کچھ نہیں۔

(۹۲) معروف یعنی کارِ خیر کو نا اہلوں میں رائج کرنا خود کارِ خیر کے ساتھ ظلم ہے۔

(۹۳) نا اہلوں میں حکمت اور دانائی کی باتیں کرنا، حکمت کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔

(۹۴) شریف لوگوں کے مکان کا سایہ بھی راحت پہنچاتا ہے اور کمینوں کی

دیوار کا سایہ بھی رنج پہنچاتا ہے۔

(۹۵) عقل مندوں کا وہم و گمان بھی حق و صواب سے قریب تر ہوتا ہے۔

(۹۶) تم آخرت کو لازم پکڑو اور دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دو، دنیا

تمہارے پاس ذلیل ہو کر ناک رگڑتی ہوئی آئے گی۔

(۹۷) حکمت کو لازم پکڑو یعنی حکمت و دانائی کی باتیں سیکھو کہ یہ

قابلِ فخر و دست ہے۔

- (۹۸) سکون اور وقار حاصل کرو کہ یہ افضل اور بہتر زینت ہے۔
- (۹۹) اتفاق و اتحاد کے ساتھ مل جل کر رہو اور اختلاف و تفریق سے بچو۔
- (۱۰۰) نفس کی شرافت سے انسانیت کا اندازہ ہوتا ہے۔
- (۱۰۱) جتنا دین و ایمان مضبوط ہوگا، اتنا یقین مضبوط اور کامل ہوگا۔
- (۱۰۲) متقی حضرات لذات و شہوات کی موجودگی میں ان سے بچتے ہیں (کیوں کہ حقیقی متقی وہی ہے جو معاصی و منکرات کے علاوہ لذات و شہوات سے بھی بچے)
- (۱۰۳) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے، وہ دوسروں کے ساتھ کیسے عدل و انصاف کرتا ہے۔
- (۱۰۴) جو اپنے آپ کو نہ پہچانے، وہ اپنے رب کو کیسے پہچانے گا (اس نصیحت میں "من عرف نفسه فقد عرف ربه" کی طرف اشارہ ہے)
- (۱۰۵) معرفت کی انتہا یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو یعنی اپنے آپ کو پہچانے۔ (کیوں کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے گویا اپنے رب کو پہچان لیا)
- (۱۰۶) انصاف کی انتہا یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور اپنے وجود کے ساتھ انصاف کرے۔
- (۱۰۷) ایمان کی انتہا یہ ہے کہ کسی سے محبت یا دشمنی صرف اللہ عز و جل کے لیے ہو۔ (حدیث شریف ہے: من أحب لله و أبغض لله فقد استكمل الايمان. یعنی جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے کسی سے دشمنی کی، اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ از: مترجم)
- (۱۰۸) عقل مند کی مال داری اس کے دل سے ہے۔
- (۱۰۹) جاہل اور بے وقوف کی مال داری اس کے مال سے ہے۔

- (۱۱۰) نگاہیں نیچی رکھنا شرافت و مروت کی نشانی ہے۔
- (۱۱۱) عادتیں بدل ڈالو، تم پر عبادتیں آسان ہو جائیں گی۔
- (۱۱۲) جودل شہوت کی زنجیر میں جکڑا ہو، اس پر پند و نصیحت اثر نہیں کرتی۔
- (۱۱۳) ہنسی مذاق کا غلبہ، کوشش اور ارادے کو ناکام بنا دیتا ہے۔
- (۱۱۴) دنیا کی گردش اور زمانے کا انقلاب ہماری لیے باعثِ عبرت ہے۔
- (۱۱۵) غفلت میں پڑے رہنا دھوکہ اور خود فریبی میں مبتلا رہنا ہے۔
- (۱۱۶) ہر نظر میں عبرت ہے یا ہر منظر میں عبرت ہے (یعنی ہمیں ہر چیز عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے)
- (۱۱۷) مصاحبت (ہم نشینی) رفاقت اور دوستی کی طرف مائل کرتی ہے۔
- (۱۱۸) نفس کی مخالفت باعثِ ہدایت ہے اور نفس کی پیروی باعثِ ضلالت ہے۔
- (۱۱۹) نیکی کرنے والا نیکی سے بہتر ہے اور برائی کرنے والا برائی سے بدتر ہے۔
- (۱۲۰) وہ شخص کامیاب ہو جس نے نفس اور دواعیِ نفس کو قابو میں رکھا۔
- (۱۲۱) وہ شخص کامیاب ہو جس نے نفس کی مخالفت کر کے مشقت اٹھائی اور اپنی آرزوؤں کا گلا گھونٹ دیا۔
- (۱۲۲) اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگا اور اللہ عز و جل کی بارگاہ سے منہ نہ موڑو کہ وہ تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا اور تم اس کو عاجز نہیں کر پاؤ گے۔
- (۱۲۳) حاجت کو بالائے طاق رکھ دینا بہتر ہے اس بات سے کہ نااہلوں کے سامنے اپنی حاجت بیان کی جائے۔
- (۱۲۴) وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے نورِ ہدایت سے روشنی حاصل کی اور

نفسانی خواہشات کے تقاضوں کی مخالفت کی۔

(۱۲۵) تھوڑا سا ادب بہتر ہے غرورِ نسب ہے۔

(۱۲۶) ”لا اعلم“ کہ دینا نصف علم ہے یعنی جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو، اس

کے بارے میں یہ کہ دینا کہ ”میں نہیں جانتا“ یہ آدھا علم ہے۔

(۱۲۷) ایسا اتفاق کم ہی ہوتا ہے کہ انسان صبر کرے اور کامیاب نہ ہو۔

(۱۲۸) کم کھانا جسم کو بیمار ہونے سے روکتا ہے۔

(۱۲۹) کم ملنے جلنے سے دین کی حفاظت ہوتی ہے اور بُرے لوگوں کے شر

سے انسان محفوظ رہتا ہے۔

(۱۳۰) انسان کا دل وحشی ہے، جو اس کو محبوب و رکھتا ہے، وہ اس کی

طرف مائل ہو جاتا ہے۔

(۱۳۱) اپنے نفس پر قدرت (قابو) عظیم ترین قدرت ہے اور اس پر

حکومت (یعنی نفس کو قابو میں رکھنا اور اسے خود پر حاوی نہ ہونے دینا) عظیم ترین

حکومت ہے۔

(۱۳۲) لوگوں سے ان کے اخلاق کے لحاظ سے قربت حاصل کرو، ان کے

شر اور اذیت سے محفوظ رہو گے۔

(۱۳۳) مجرم کے عذر کو قبول کرنا عمدہ ترین خصلت ہے۔

(۱۳۴) ہر عارف (اللہ کی ذات و صفات کی معرفت رکھنے والا) خائف (

اللہ سے ڈرنے والا) ہوتا ہے۔

(۱۳۵) ہر قناعت کرنے والا مالدار ہوتا ہے۔

(۱۳۶) ہر عقل مند فریب خوردہ اور نقصان رسیدہ ہوتا ہے۔

- (۱۳۷) ہر لالچی دام حرص میں گرفتار ہوتا ہے۔
- (۱۳۸) ہر حرص (لالچی) فقیر ہوتا ہے۔
- (۱۳۹) ہر فنا ہونے والی چیز تھوڑی ہوتی ہے۔
- (۱۴۰) اللہ کی تقدیر و تقسیم پر راضی رہنے والا راحت و سکون سے رہتا ہے۔
- (۱۴۱) بد خلقی کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ممکن ہے۔
- (۱۴۲) حکمت بھری انوکھی باتیں انسان کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔
- (۱۴۳) فطرت (Nature) کے علاوہ ہر چیز بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔
- (۱۴۴) بہت سے غنی (مالدار) ایسے ہیں جو محتاجِ غنا ہیں اور بہت سے فقیر ایسے ہیں جن کے لوگ محتاج ہیں۔
- (۱۴۵) بہت سے طالب (سائل/بھکاری) خائب و خاسر ہیں اور بہت سے غیر طالب رزق اور نعمت سے نوازے جاتے ہیں۔
- (۱۴۶) مغرور کے دل پر جہالت اور حماقت کا پردہ پڑا ہے۔
- (۱۴۷) بہت سے مالدار فقیر ہیں اور بہت سارے فقیر مالدار ہیں۔
- (۱۴۸) ضلالت و گمراہی کے لیے یہی کافی ہے کہ انسان غفلت میں پڑا ہے۔
- (۱۴۹) ڈرانے کے لیے بڑھاپا ہی کافی ہے (کہ بڑھاپے کے بعد موت آئے گی اور اس کے بعد انسان کو اپنے کیے کا حساب دینا ہوگا)۔
- (۱۵۰) غرور اور تکبر کی مذمت کے لیے یہی کافی ہے کہ تکبر کرنے والا ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔
- (۱۵۱) دھوکہ اور خود فریبی کے لیے یہی کافی ہے کہ انسان جہالت کے دلدل میں پھنسا رہے۔

(۱۵۲) یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ انسان دوسروں کا عیب ڈھونڈتا پھرے اور اسے خود اپنا عیب دکھائی نہ دے۔

(۱۵۳) انسان کی جہالت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ دوسروں کی برائی کا رد و انکار کرے اور خود اسی کے مثل برائی میں مبتلا رہے۔

(۱۵۴) اپنے اندر زیادہ آرزوئیں پالنا فسادِ عقل کا نتیجہ ہے۔

(۱۵۵) جھوٹ اور جھوٹے شخص کی زبردستی (ڈانٹ، پھٹکار) ضروری ہے۔

(۱۵۶) زیادہ غصہ انسان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے اور اس کے عیوب و نقائص کو ظاہر کر دیتا ہے۔

(۱۵۷) زیادہ کھانا جسم اور صحت کو بگاڑ دیتا ہے۔

(۱۵۸) خلوت اختیار کرو اور تنہائی کو اپنا دوست بنا لو، بُرے دوست تم سے الگ ہو جائیں گے۔

(۱۵۹) کریم (نیک اور شریف انسان) کی اہانت، کمینے کے اعزاز و اکرام اور حلیم (بُردبار) کو مشقت میں ڈالنے سے پرہیز کرو۔

(۱۶۰) کمینہ شخص اگر صاحبِ مرتبہ ہو جائے اور اس کا رتبہ بلند ہو جائے، پھر بھی لوگ اس کے پاس کم جاتے ہیں، جب کہ کریم اور نیک انسان کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ (نیک اور شریف انسان کے پاس لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے اور اگر اسے کوئی عہدہ و منصب مل جائے تو اس کے ارد گرد عوام کا ہجوم پہلے سے زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے)

(۱۶۱) جب حکمت یعنی عقل و دانائی قوی ہو جاتی ہے تو شہوتِ ضعیف اور کمزور ہو جاتی ہے۔

(۱۶۲) آہن اور بے وقوف ہر بات پہ قسم کھاتا ہے۔

(۱۶۳) انسان کو دو بڑی اہم فضیلت بخشی گئی ہے: ایک نطق یعنی قوتِ گویائی اور دوسری عقل۔ انسان اپنی عقل سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنی قوتِ گویائی سے دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

(۱۶۴) اپنے عیب اور خامی کو جانتے ہوئے دوسروں کے عیب اجاگر کرنے سے باز رہو۔

(۱۶۵) بندہ ہرگز ہلاک و برباد نہ ہوگا، یہاں تک کہ وہ اپنی شہوت کو دین پر ترجیح دینے لگے (یعنی جب بندہ شہوت پرست ہو جائے اور دینی اصول و اقدار کے مقابلے میں اپنی شہوت و طبیعت کو ترجیح دینے لگے تو وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا)

(۱۶۶) چالپوسی، مستقیوں اور اچھے لوگوں کا شیوہ نہیں۔

(۱۶۷) متکبر اور گھمنڈی شخص کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔

(۱۶۸) اختلاف کے ہوتے ہوئے اتحاد، موافقت اور دوستی و یکجائی ممکن نہیں۔

(۱۶۹) جہاں شہوت ہو، وہاں پرہیزگاری و پارسائی ممکن نہیں (یعنی شہوت رانی اور پرہیزگاری ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی)

(۱۷۰) اگر دنیا کے سارے لوگ عقل مند ہو جائیں تو دنیا ویران ہو جائے گی۔

(۱۷۱) ریاکار کی زبان میٹھی ہوتی ہے، لیکن اس کے دل میں مرض ہوتا ہے۔

(۱۷۲) زبانِ حال، زبانِ مقال سے زیادہ سچی ہوتی ہے (یعنی قول سے زیادہ عمل میں تاثیر ہوتی ہے)

(۱۷۳) جاہل کم ہی عذر پیش کرتا ہے۔

(۱۷۴) ڈرانے والا ایسے ہے جیسے خوش خبری سنانے والا۔

(۱۷۵) تواضع یعنی عاجزی اختیار کرنے والا بلند کر دیا جاتا ہے اور غرور

کرنے والا بلندی سے گرا دیا جاتا ہے۔

(۱۷۶) قدرت کے باوجود معاف کر دینا بڑی اچھی بات ہے اور عذر پیش کرنے کے بعد بھی سزا دنیا بہت بُری بات ہے۔

(۱۷۷) جس کی اصل خبیث ہو، اس کا نظارہ بھی خبیث ہوتا ہے۔

(۱۷۸) جو دنیا کا محتاج ہو، وہ گھٹیا لوگوں کا دوست ہو۔

(۱۷۹) جو آخرت کا محتاج ہو، وہ نیک لوگوں کا دوست ہو۔

(۱۸۰) جو شخص اپنے گناہ اور حیرم کا اعتراف کر لے، اس پر سزا آسان ہو جاتی ہے۔

(۱۸۱) جو تمہاری بات نہ سنے یا جو تمہاری بات سننا نہ چاہے، اس سے سماعت کا بوجھ اٹھا لو (یعنی ایسے شخص کو زبردستی اپنی بات نہ سناؤ)

(۱۸۲) جسے کرامت ادب نہیں سکھاتی، اسے علامت ادب سکھا دیتی ہے۔ (یہاں "علامت" سے کیا مراد ہے، یہ بات سمجھ میں نہیں آسکی۔ واللہ اعلم بالصواب !)

(۱۸۳) اللہ کی نعمتیں بندوں کے شکر سے زیادہ ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر وہی ادا کرتا ہے، جس کے ساتھ اللہ کی توفیق و مدد شامل ہو اور ابنِ آدم کے گناہ بیشمار ہیں، لیکن اللہ عز و جل ان کو معاف فرما دیتا ہے۔ (اللهم اغفر لی و لوالدی و لجميع المؤمنین و المؤمنات . یا رب لك الحمد و الشکر كما ینبغی لجلال و جہک و عظیم سلطانتک)

(۱۸۴) حسن اخلاق بہترین زینت ہے۔

(۱۸۵) عافیت کیا ہی عمدہ لباس ہے۔

(۱۸۶) وہ بندہ کیا ہی خوب ہے جو اپنے نفس کی مخالفت کرے اور اپنے مولیٰ کی اطاعت پر کار بند ہو۔

(۱۸۷) اللہ عزوجل نے بندوں کے دلوں میں نور پیدا فرمایا ہے، جس سے وہ حق و باطل کے درمیان فرق و امتیاز کرتے ہیں۔

(۱۸۸) خوفِ الہی اور خشیتِ خداوندی سے آنسو بہاؤ، جہنم کی آگ سے محفوظ رہو گے۔

(۱۸۹) ہلاکت و بربادی ہے اس شخص کے لیے جو دنیا کی خاطر آخرت کو بھول بیٹھا ہے۔

(۱۹۰) افسوس ہے اس شخص پر جو اپنے رب کے حکم کی مخالفت کرے اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرے۔

(۱۹۱) ہر سرکش ظالم اور گمراہ فاجر پر افسوس ہے !

(۱۹۲) اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو۔

(۱۹۳) اس بات سے مطمئن نہ رہو کہ جس نے تمہارے سامنے دوسرے کی برائی (چغلی) کی ہے، وہ تمہاری برائی دوسرے کے سامنے نہیں کرے گا۔

(۱۹۴) لوگوں کے مکرو فریب سے ڈرتے رہو اور کسی کے فضل و احسان کو فراموش نہ کرو۔

(۱۹۵) انسان کی گفتگو سے اس کی عقل و دانائی کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کے نیک کاموں سے اس کی پاکیزہ اصل کا پتہ چلتا ہے۔

(۱۹۶) ریاکاری شرک ہے۔ (حدیث پاک میں ریا کو شرکِ اصغر کہا گیا ہے)

(۱۹۷) ظن (وہم و گمان) شک کے قبیل سے ہے۔

(۱۹۸) نفسانی خواہشات عقل کو فاسد کر دیتی ہیں۔

(۱۹۹) تھوڑا حق، کثیر باطل کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ (جیسا کہ قرآن کریم

میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله. کتنی ہی چھوٹی جماعت بڑے گروہ پر غالب آجاتی ہے۔ از: مترجم)

(۲۰۰) دستِ قدرت ہمیشہ بلند (حاوی، مضبوط) ہوتا ہے۔

(۲۰۱) ظالم پر عدل و انصاف کا دن (قیامت) مظلوم پر ظلم کے

دن سے زیادہ سخت ہوگا۔

الحمد للہ رب العالمین! تین دن کی محنت کے بعد یہ ترجمہ مکمل ہوا۔ اللہ رب العزت حضرت امام ابوالحسن الشاذلی علیہ الرحمہ کے علمی و روحانی فیضان سے ہم سب کو مالا مال فرمائے اور ان کی نصیحتوں پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

طفیل احمد مصباحی

۲۲ / جولائی ۲۰۲۵ء، بروز سہ شنبہ

بمقام کچھوچھہ مقدسہ